شذرات

سورۃ النساء میں اجتماعی زندگی کی کیفیت اور معاشرتی زندگی کی تربیت بتلائی گئی ہے جو انسانی تقاضا ہے۔ مرد اور عورت کے نطفہ سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور یہ صورت بڑھتے بڑھتے ایک کنبے کی شکل اختیار کرلیتی ہے اس کے ساتھ جب کنبے کی حالت ہوگئی تو سب لوگ کی ضرورت محسوس ہوگی اور اس سے حقیقتاً وہ زندگی پیدا ہوگی۔

عرب میں یمن حضر موت اور نجد وغیرہ یعنی ساحلی علاقے کے باشندے چونکہ دوسرے ملکوں سے تجارت کرتے تھے۔ اس لیے وہ متوسط درجے کے ترقی یافتہ کہلائے سے مستحق تھے عرب کے وسط میں بدو تھے۔ تو بالکل جاہل تھے۔ اس لیے ان کی ترقی کے لیے ایک اجتماعی قانون دیا گیا جسے اس سورت میں منضبط کیا گیا ہے۔ عرب ایک ریگستانی علاقہ تھا۔ جہاں ہو کے سوائے ضروریات کافی محنت سے دستیاب ہوتی تھیں۔ مثلاً زراعت اور خورد و نوش کے لیے پانی بھی بآسانی مہیا نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے لیے بھی کافی محنت درکار تھی۔ اس لیے اجتماعی قانون کے ساتھ ساتھ اقتصادی قانون کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ جیسے ایک کنبہ ہے اس میں بڑا آدمی ہے وہ اپنے زور بازو سے روپیہ پیدا کرتا ہے اور اپنے بال بچے پر صرف کرتا ہے اور پس ماندہ روپیہ کے لیے حالت قریب المرگ میں وصیت کرتا ہے۔ اس بات کو ہر ایک جانتا ہے وصیت وہی کرے گا جس کے پاس پاس روپیہ یا جائیداد ہوگی۔ اور جس کے پاس نہیں اس نے وصیت کیا کرنی ہے۔

غرض اب تبلایا کہ انسان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایک اجتماعی دوسری اقتصادی زندگی۔

اجتماعی زندگی میں انسان کو بہت ضروریات درپیش رہتی ہیں جیسے دوسرے کنبہ سے تعلقات اور کسی سے صلح وناراضگی اور کسی سے صلح ولڑائی ان تمام باتوں کے لیے اس صورت میں قانون دیئے گئے ہیں مگر ان کو ضمنی طور پر رکھا گیا ہے اور اسی طرح گورنمنٹ بھی ضمنی قرار دی جاتی ہے۔ یعنی پہلے سوشل زندگی ہے اور اس کے بعد حکومت وغیرہ اس سوشل زندگی سے خود بخود پیدا ہو جائیگی۔ اس سورت میں پہلی آیت میں اجتماعی زندگی اور آخر میں اقتصادی زندگی کی کیفیت بتلائی گئی مگر اس اجتماع میں عربی زندگی کا صرف ذکر ہے۔

یاایھاالناس۔ علیکم رقیبا اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائیں ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اے لوگو جس طرح تمہارے رب نے تم سے انصاف کیا اسی طرح تم بھی آپس میں انصاف کرو غرض کہ حقوق الناس کا خیال رکھو اور کسی کا حق پائمال نہ کرو، ہم سب خدا پرست ہیں اور اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا رب العالمین تمام مخلوقات کی پرورش اور نگہبانی کرنے والا ہے جو خدا پرست لوگ یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہمارے سایہ میں بستی ہے ہم ان کی بربادی کے درپے نہ ہوں ہم خدا کو عادل جانتے ہیں اس سے ہمیشہ عدل وانصاف کے پابند ہیں ہم خدا کو مہربان اور دیالو اور کرپالو مانتے ہیں اور دیا دھرم کے کاموں کے اصول کو سچا جانتے ہیں اس لیے جانوروں اور انسانوں پر رحم کریں جب کوئی آدمی لاچار یا بیمار ہو کر ہمارے پاس قرض لینے کے لیے آئے تو ہم اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کو سود پر قرضہ نہ دیں کہ اس کا خون چوسنے میں دریغ نہ کریں اور اس طرح اس غریب کا کچومر نکال دیں اور اس کا مال ومتاع تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے قبضہ میں آجائے ہم خدا پرست ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اپنے کاموں کا پھل مل کر رہے گا اس لیے ایسے عمل کریں کہ جواب دہی کے وقت ندامت نہ اٹھانی پڑے اور اللہ تعالیٰ کے

حال سرخرو رہیں ہم خدا پرست ہیں خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور علیم بذات الصدور جانتے ہیں اس لیے چوری اور زنا جیسے افعال قبیحہ سے اجتناب کریں۔ جس طرح انسانوں کی موجودگی سے ہم اس قدر خائف رہتے ہیں کہ ان افعال کی جرات نہیں کرسکتے اسی طرح خدا کی موجودگی کا ہمیشہ خیال رہے ہم خدا کو کریم و رزاق خیال کرتے ہیں اس لیے اپنے آپ کو جود وسخا کا پابند بنائیں اگر کوئی مصیبت زدہ مدد کا طالب ہو اس کی امداد پر لبیک کہیں ہم خدا کے حلیم وغفور و رحیم ہونے کے مدعی ہیں اس لیے جہاں عفو و درگزر کا موقع ہو ہم نہایت کشادہ دل سے دوسروں کو معافی دیں اس لیے کہا گیا ہے کہ (درعفو لذت تیست کہ درانتقام نیست) ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا ستار العیوب ہے دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں ہم خدا پرست ہوکر کسی خوف یا لالچ سے متاثر ہوکر کسی شیطانی طاقت کے آگے سجدہ نہ کریں اس لیے کہ اللہ کا بندہ دوسرے کا بندہ نہیں ہوسکتا خلقکم من نفس واحدۃ تم سب ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہوئے تم سب اپنے آپ کو ایک ھی خاندان سمجھو یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے کنبہ سے بے انصافی نہیں کرسکتا دنیا کے تمام مذاہب ابراہیمی، موسوی، عیسوی، مسلم، ہنود اور زرتشتی کے پیرو اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کی ابتدا ایک انسان سے ہوئی اگرچہ ہر ایک مذہب نے اس کے مختلف نام رکھے ہیں خلق منھا زوجھا آدم سے اس کا جوڑا بنایا قولہ ان من جنسھا یعنی حوا آدم کی اسم جنس پیدا کی گئی ہے نہ یہ کہ ان کی پسلی سے پیدا کی گئیں ابو مسلم اصفہانی نے اس آیت کے یہ معنی لیے اور امام رازی اس کے ہم زبان منھا ای جنسھا (علم الکلام صہ ۱۲۰۱۳ مصنفہ شبلی نعمانی) غرض آدم سے اس کا جوڑا بنایا مگر یہ غیر فطری پیدائش صرف ایک ھی دفعہ واقع ہوئی اس کے بعد پیدائش کا یہ سلسلہ قدرت کے اصول پر جاری ہوا یعنی ان دونوں کے ملاپ سے تناسل کا سلسلہ قائم کیا گیا۔ اگر تدبیر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر فطری فریضہ صرف ایک ھی دفعہ میں آتا ہے۔ مثلاً گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوگی آگے بچہ نہیں پیدا نہیں ہوسکتا اسی طرح انسان کے جوڑے کی پیدائش (عورت) پہلی دفعہ غیر فطری طریقہ سے پیدا ہوئی اس کے بعد اسے فطری طریقہ

بقیہ صفحہ ۴۰ پر دیکھیں